شاہ جی!
آپ کہاں ہیں

منظور احمد بھٹی مرحوم

شاہ جی! آج جب کہ ساڑھے تین سال کے مسلسل جبری سکوت کے بعد زبانوں کو اذنِ کلام ملا ہے۔ دماغوں کو سوچنے کی اجازت ملی ہے۔ فکر کو قوت پرواز نصیب ہوئی ہے اور منہ کو جرأت و بیباکی کا وقار حاصل ہو گیا ہے۔ اور اب پاکستان میں زندگی ایک نئے انداز سے کروٹ لے رہی ہے۔ ملت اسلامیہ کو آپ کی شدید ضرورت ہے۔

ایک ایسے دور میں جب کہ رہنماؤں میں اتحاد عمل اور اتحاد فکر وقت کا سب سے بڑا تقاضہ ہے وہ ایک دفعہ پھر جنگ زرگری اور کش مکش اقتدار میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ کی غیر حاضری اور عدم موجودگی میں انہیں کون سمجھائے کہ ملک و ملت کی خدمت اقتدار سے علیحدہ رہ کر بھی ہو سکتی ہے۔ آج اگر آپ جیسا درویش صفت انسان زندہ ہوتا تو ان رہنماؤں کو خدمت ملک و قوم کے اسرار و رموز سمجھاتا۔ انہیں بتاتا کہ عوامی خدمت کے نام پر زرگری کے کھیل کھیلنا سب سے بڑی لعنت ہے۔

شاہ جی! آج آپ اگر موجود ہوتے تو ان بازی گروں کو جو سیاست کے نام پر اپنی امارت اور اپنی صدارت کے شیش محل استوار کرنے کی فکر میں غلطاں ہیں بتاتے کہ پاکستان کو آج ایسے رہنماؤں کی ضرورت ہے جو موٹا جھوٹا پہن کر روکھا سوکھا کھا کر اور جھونپڑیوں میں زندگی گزار کر اقتدار سے بے نیاز قربانی اور اخلاص کے جذبے کی پرورش کرتے ہوئے اس مملکت خداداد کا مستقبل سنوارنے کی فکر کریں۔

شاہ جی! آج کہ رہنماؤں میں کوئی بھی نہیں جو راہ عمل متعین کرنے کے لئے رسول خدا کے اسوۂ حسنہ پر نظر رکھے۔ کوئی نہیں جو خلفائے راشدین کے اصول سیاست کو مشعل راہ بنائے۔ سبھی ایک دوسرے کے گریبانوں کی دھجیاں بکھیر کر اپنی دکانیں سجانے کا سامان کر رہے ہیں۔ لیکن

آپ کے بغیر انہیں کون بتاتا کہ خدا کا آخری پیغمبر جو ضابطۂ حیات ہمارے لئے لایا اسی کو اپنا کر ہم اپنی دنیا اور آخرت جگمگا سکتے ہیں۔ انہیں کون بتاتا کہ خلفائے راشدین نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ہی ملت اسلامیہ کو چار چاند لگائے تھے اور اس کے مستقبل کو تابناکی بخشی تھی۔

اور جب

"سیاست نے خود غرضی، ہوس اقتدار اور حرص امارت کا روپ دھار لیا تو مفاد پرستی کا میدان سج گیا۔

شاہ جی! یقین مانیئے آج ضرورت ہے۔

آپ کی شعلہ بیانی کی جو مردہ دلوں میں خوابیدہ غیرت کو جوش میں لائے۔ آپ کے عشق رسول ﷺ کی جو

اسلام کی حرمت پر اور ناموس رسالت ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر دے۔
آپ کے جذبۂ خدمت کی۔ جو اپنا سب کچھ لٹا کر عوام کے دکھ اور تکلیف کو دور کرے۔
آپ کے جوہر صداقت کی۔ جو کفر و باطل کے طوفانوں میں بھی کلمۂ حق کہنے سے گریز نہ کرے۔
آپ کی جرأت و بیباکی کی۔ جو بے سرو سامانی کے باوجود ہر طاغوتی طاقت سے ٹکرا جائے۔
آپ کی اسلامی غیرت کی۔ جو کسی غیر اسلامی طاقت کی غیر اسلامی حرکت کو برداشت نہ کرے۔
آپ کے اصول سیاست کی۔ جو کش مکش اقتدار سے دور رہ کر ملک و ملت کی خدمت سرانجام دے۔

لیکن

آپ کہاں ہیں۔ آپ کیوں نہیں بولتے؟ آپ تو یوں خاموش نہ رہتے تھے۔ آپ تو ایسے حالات پر تڑپ جاتے تھے۔

شاہ جی! اب تو آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی بے وفائی کرنے لگے ہیں۔
مجلس احرار آپ کو کتنی عزیز تھی۔ آپ کے الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ:
"خواہ ساری دنیا مجھے چھوڑ جائے مگر میں مجلس احرار اسلام کا علم بلند رکھوں گا حتیٰ کہ جب میں مر جاؤں گا تو میری قبر پر یہ سرخ پھریرا لہراتا رہے گا"!

لیکن

آپ کے ساتھی جنہوں نے آپ کے خون سے اپنی عظمت کے چراغ روشن کئے جنہوں نے مجلس احرار اسلام کے اُسٹیج پر رہنمائی کے تاج محل تعمیر کئے۔ آج مجلس احرار اسلام کا نام لیتے ہوئے شرماتے ہیں۔
شاہ جی! ابھی آپ کا کفن میلا نہیں ہوا کہ آپ کے ان معزز ساتھیوں نے کھلم کھلا بغاوت کا اعلان کر دیا ہے۔ جو آپ کے گلستان خطابت سے خوشہ چینی کر کے اپنے کو خطیب کہتے ہیں۔ وہ آپ کی رفاقت سے انکار کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ کی صحبت میں بیٹھ کر دین کا علم سیکھا۔ آج مجلس احرار اسلام کی بجائے دوسروں کی محفل سنوارنے کو زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے ساتھ زندگی نے وفا نہ کی اور کچھ آپ کے ساتھ بے وفائی کر رہے ہیں۔ چند دیوانے ہیں جو آپ کی محترم و مقدس یاد کی شمع کے پروانے بنے مجلس احرار اسلام کی تنظیم نو کے لئے مضطرب ہیں۔

کاش!

آپ آج زندہ ہوتے تو اپنے وفادار ساتھیوں کی بے وفائیوں کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھتے!
(ماہنامہ تبصرہ لاہور۔ اگست ستمبر ۶۲ء)

احرار رضا کار

یہ احرار رضا کار مجھے اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیارے اور عزیز ہیں نخل احرار کو سایہ دار بنانے کے لئے سیکڑوں نوجوانوں نے اپنا خون دیا، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، سینوں پر گولیاں کھائیں، تختہ دار پر لٹک گئے، خود باطل سے ٹکرا گئے، دریاؤں میں کود گئے اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر احرار کا سرخ ہلالی پرچم لہرا گئے، وہ شیروں کی طرح جبر و تشدد کے طوفانوں اور سیلابوں میں، دیو استبداد کے مقابلے میں سیدھا تیرتے رہے، وہ بیڑیوں اور زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ اور جھنکار پر رقص کرتے رہے، انہیں کوئی مصیبت، کوئی مشکل اور کوئی لالچ جماعت کے دامن سے الگ نہ کرسکا۔ انہوں نے بھوکا رہ کر بھی جماعت کو زندہ رکھا، مصائب و آلام برداشت کئے اور جماعت کے اعلان پر بڑی سے بڑی جبروتی و قہرمانی طاقت سے ٹکرا گئے، ان کی سرخ وردی خون شہادت کی آئینہ دار ہے، میں ان لوگوں کو کیسے فراموش کردوں، میں ان کا ساتھ کیسے چھوڑدوں، میں ان ننگے بھوکوں سے کیسے منہ موڑلوں، یہی تو میری متاع عزیز ہیں، یہی وہ ہیں جو کسی لالچ کے بغیر صرف جذبۂ ایمان کے تحت میرا ساتھ دیتے رہے ہیں، آزادی کے طویل سفر میں اگر کسی سے میں نے خدا کے بعد اپنی امیدوں کو وابستہ کیا تو وہ یہی عاشقان حق و صداقت تھے۔

بانیٔ احرار، امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ ۱۹۵۸ء